معراج احمد ٹانڈوی

برمی مسلمان

عروج و زوال کی تاریخ

برما میں مسلمانوں کی آمد کی تاریخ صحیح معنوں میں گیارھویں صدی عیسوی سے شروع ہوتی ہے۔ ۱۰۴۴ء میں انورتھا نے بگان میں باقاعدہ منظم سلطنت کی بنیاد ڈالی اور ہم بھی اس مضمون میں برما میں مسلمانوں کی موجودگی کا ذکر اسی دور سے شروع کریں گے حالانکہ اس سے کہیں پہلے برما کی تاریخ میں تھاراوڈی کے علاقے میں شیخ عبداللہ کا ذکر بھی خاص اہمیت رکھتا ہے۔

تاریخ سے چینی سمندر میں ۷۰۵ء میں عربی جہازوں اور عربی ملاحوں کی موجودگی کا ثبوت ملتا ہے۔ آٹھویں صدی سے پندرھویں صدی تک مسلم جہازرانی کا وہ سنہری دور تھا جب کہ عربی و ایرانی مسلم جہازراں بحر روم سے بحر کاہل تک پھیلے ہوئے تھے اور ان دونوں سمندروں کے درمیان جو ممالک آباد تھے ان کے سواحل اور باشندوں سے اچھی طرح واقف ہی نہیں بلکہ ان سے گہرے تجارتی روابط بھی قائم کیے ہوئے تھے۔

ایک عرب مقدسی نامی اپنی ایک کتاب میں چھتیس اقسام کے جہازوں کا ذکر کرتے ہوئے دو اقسام زیرباد یہ اور برہما کا نام لیتا ہے۔

مشہور مورخ ہادی حسن ایرانیوں کی جہازرانی پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہے:

اوّل الذکر قسم کے جہاز برہما ملایا، اور مشرقی جزائر، اور آخر الذکر قسم کے جہاز برہما کا چکر کیا کرتے تھے۔ ہم اس سے یہی نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ نویں صدی اور دسویں صدی عیسوی میں

مسلمانوں کا گذر برما میں تھا۔

نویں صدی کے سیاح سلیمان عربی اور ابن خرد اذبہ ایرانی نے اپنے سفر ناموں میں برما کے باشندوں کا ذکر کیا ہے۔ زمانہ قبل از تاریخ برما کے مختلف ادوار کے مسلمان سیاحوں کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان سیاح اور تجار نہ صرف برما کے سواحل بلکہ اندرون ملک کے حالات سے کافی حد تک واقف تھے۔ ۱۴۷۰ء میں منگلن ایک روسی سیاح نے پیگو میں درویشوں کا ذکر کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ درویش مسلمان ہوں گے۔

زلف فیچ سب سے پہلا انگریز سیاح جو برما میں آیا وہ ڈلا اور سیریم میں مکہ کو جہاز جانے کا ذکر کرتا ہے۔

۱۵۱۰ء میں ایک پرتگیز سیاح باربوسا، مرتبانوں (جاروں) کے متعلق لکھتا ہے کہ عربوں میں مرتبان (جار) بہت مقبول تھا۔ چودھویں صدی کے مشہور سیاح ابن بطوطہ نے بھی چار مرتبانوں کے تحفے کا ذکر کیا ہے۔ مرتبان اور پیگو اس وقت کے تجارتی مراکز میں سے تھے اور یہاں کے مرتبان (جار) مشہور تھے۔ لفظ مرتبان فارسی کا لفظ ہے۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ لفظ سیریم عربی الفاظ سیر اور یم سے مرکب ہے۔ شہر لبین ایک زمانے تک اپنی میم یعنی (مسلمانوں کا شہر) کے نام سے مشہور تھا۔

اب ہم پھر ۱۰۴۴ء کا ذکر کرتے ہیں۔ گیارھویں صدی کے اوائل میں دو عرب بھائیوں کا جہاز تھٹون کے قریب ٹکرا کر تباہ ہو گیا۔ ان کے نام بوعطا اور بوعلوی تھے۔ دونوں بھائی مشہور تلائنگ بادشاہ منوہا کے ملازم ہو گئے اور کچھ عرصہ بعد بوعلوی قتل کر ڈالا گیا اور اس کا بھائی بوعطا پگان میں پناہ گزین ہوا۔ اس وقت شاہ انورتھا سلطنت پگان کی مسند پر جلوہ افروز تھا۔ یہ اس کے یہاں ملازم ہو گیا۔ اور کچھ دن کے بعد بادشاہ کے محافظین دستہ میں شامل کر لیا گیا اور اپنی برق رفتاری کی وجہ سے پوپابل سے شاہی حرم سرا کے لیے پھول لانے کی خدمت پر مامور کیا گیا۔ بوعطا نے یہیں شادی کر لی تھی جس سے دو لڑکے شوئے بن جی

اور شوئے پنگے تھے۔ یہ دونوں لڑکے جوان ہونے پر شاہی اصطبل کے داروغہ مقرر کیے گئے۔ انور تھا کے زمانہ میں ان کے علاوہ اور بھی مسلمان موجود تھے کیونکہ انور تھا کے بیٹے سالو کا اتالیق ایک مسلمان تھا جس کا بیٹا رحمٰن خاں برمی تاریخ میں مشہور ہے۔ رحمٰن خاں اور سالو دونوں رضاعی بھائی تھے یعنی سالو نے رحمٰن خاں کی ماں کا دودھ پیا تھا۔ لیکن قبل اس کے کہ ہم رحمٰن خاں کے اسلامی سلطنت قائم کرنے کے منصوبے اور کوشش کا ذکر کریں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ شوئے بن جی اور شوئے پنگے کی شہادت کا ذکر کریں۔

شوئے بن جی اور شوئے پنگے کو ایک پگوڈے (برمی عبادت خانہ) کی تعمیر کے وقت اینٹیں بنیاد میں رکھنے کے لیے کہا گیا تھا۔ لیکن یہ بت شکن فرزندان اسلام باوجود اصرار کے راضی نہ ہوئے اور شہید کر دیے گئے۔ لیکن "ناٹ" شکل میں پوجے جانے لگے اور اب تک ان کی قبر کے بدھسٹ مجاور سؤر کا گوشت نہیں کھاتے۔

رحمٰن خاں نے سالو سے شطرنج کی بازی جیتی اور اس پر بہت زیادہ مسرت کا اظہار کرنے لگا۔ سالو کو اس کا اظہار مسرت کرنا ناگوار گزرا۔ اس نے رحمٰن خاں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اگر تم بہادر اور چالاک ہو تو میرے خلاف بغاوت کرو اور اس پر فخر کرو تو یہ زیب بھی دے۔

رحمٰن خاں تیار ہو گیا۔ یہ اس وقت وائی پیگو کے پاس پیگو آ کر تلائنگ مسلمان اور دوسرے لوگوں کو لے کر پگان کی طرف بڑھا۔ یہ برما میں اسلامی سلطنت کے قیام کی سب سے پہلی کوشش تھی۔ سالو کو شکست دینے میں رحمٰن خاں کامیاب بھی ہو گیا لیکن آخر میں جانسٹھا کے ایک تیر کاری نگا منگھ کے تیر کا شکار ہو گیا۔

برمیوں اور تاتاریوں کے درمیان جنگ

ڈھائی سو سال تک سلطنت پگان قائم رہی۔ اس ڈھائی سو سال کے درمیان میں مختلف جگہوں پر مسلمانوں کا ذکر ملتا ہے۔ ان کا جہاں بھی ذکر آتا ہے انفرادی حیثیت سے نہ کہ اجتماعی طور پر۔ عہد پگان کا سب سے آخری بادشاہ نرامیتھاپتے تھا۔ اس کے عہد میں برما کی تاریخ

جنگ نگاسونجان ۱۲۸۰ء میں برمیوں اور تاتاریوں کے درمیان لڑی گئی۔ برمیوں کی فوج تعداد چالیس ہزار اور تاتاریوں کے پاس بارہ ہزار سپاہ تھی۔ تاتاریوں کا سپہ سالار نصیرالدین خاں تھا۔ بڑے گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ لیکن برمی ہاتھی تاتاری تیراندازوں کے سامنے نہ ٹھہر سکے۔

نصیرالدین اور اس کے ساتھی فاتحانہ شان سے پگان میں داخل ہوئے لیکن کچھ دن بعد یونن چلے گئے جہاں نصیرالدین کا باپ گورنر تھا۔

تاتاری حملے کے بعد ڈھائی سو سال برما میں طوائف الملوکی کا دور دورہ رہا۔ یہ زمانہ دراصل شانیوں کی ترقی کا زمانہ تھا۔ برمیوں نے ٹانگون میں پناہ لی اور یہیں پھر دوبارہ برمی سلطنت کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ اس دور کے ہر مشہور بادشاہ مثلاً ڈبین شوکے تھی۔ بین ناوگ اور الاؤنگ پھیا وغیرہ کے دور میں ہم مسلم بندوقچی، گولہ انداز، تیرانداز اور سمندری بیڑوں کے ملاح نیز بحری فوج کی حیثیت سے کبھی ان کے ساتھی اور کبھی ان کے مقابلہ میں دیکھتے ہیں۔

۱۷۵۶ء میں جب الاؤنگ پھیا نے سیریم فتح کیا تو ہزاروں قیدی اپنے ساتھ لے گیا جس میں مسلمانوں کی تعداد کافی زیادہ تھی جن میں سے اکثر کو اس نے اپنی فوج میں شامل کرلیا تھا۔

میڈو کے مسلمان

ضلع شوبو میں ایک جگہ میڈو ہے اور میڈو کے مسلمان وطنی ہیں۔ ان کی حیثیت ارکان کی کمان قوم سے بالکل ملتی جلتی ہے۔ میڈو کے مسلمان کمان مسلمانوں کی طرح فوجی لوگ ہیں۔

میڈو ۱۶۳۰ء کے لگ بھگ ایک مسلمان شہزادے کے ساتھ برما آئے تھے اور یہیں رہ گئے۔ لیکن مشہور مؤرخ ہاروے کے خیال کے مطابق میڈو ان قیدیوں کی اولاد

ہیں جو ۱۵۳۹ء اور ۱۵۹۹ء میں پیگو کی حفاظت کے سلسلے میں گرفتار کیے گئے تھے۔ وہ اچھے سپاہی تھے لہذا شوبُو، بمبرن وغیرہ کے علاقے میں بسا دیے گئے۔ انھیں زمینیں دی گئیں اور بوقت ضرورت ان سے فوجی خدمات لی گئیں۔ مثلاً ۱۵۴۷ء اور ۱۷۰۷ء کے ارکان کے حملوں میں یہ سپاہی یا فوجی مسلمان جو کہ مختلف اوقات میں برما کے مختلف حصوں سے پکڑ کر لائے گئے اور قریبی مواضعات میں انھیں پھیلا دیا گیا، ان کی تعداد تقریباً پانچ لاکھ ایک ہزار تھی۔

شاہ شجاع کی آمد

شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے بھائی شاہ شجاع ۱۶۶۰ء میں اورنگ زیب سے شکست کھا کر ارکان میں آکر پناہ گزین ہوئے۔ شاہ شجاع کے ساتھ چھ اور بعض روایات کے مطابق آٹھ اونٹ زر و جواہر سے لدے ہوئے تھے۔

پہلے تو ارکان کے بادشاہ سانڈا لتو ڈاما نے نہایت تپاک سے خیر مقدم کیا، لیکن زر و جواہر کے انبار نے اس کی نیت بگاڑ دی اور وہ شاہ شجاع کے درپے آزار ہونے لگے، اور شاہ شجاع کی لڑکی کے لیے درخواست کی۔ جب بات اس حد تک بڑھ گئی تو شاہ شجاع کا پیمانۂ صبر لبریز ہوگیا اور اس نے بھی انتقام کی ٹھان لی۔ شجاع کے پاس صرف دو سو سپاہی تھے۔

ارکان کے مسلمانوں نے بھی اس خاندانی شہزادے کی امداد کا وعدہ کیا لیکن یہ راز طشت از بام ہوگیا اور شجاع کو جنگل میں پناہ لینی پڑی۔ شاہ شجاع کا ارادہ برما میں مسلم اقتدار کی دوسری کوشش تھی۔ رحمٰن خان نے عہد سالو میں اولیں کوشش کی تھی اور کامیاب ہوتے ہوتے ناکام رہ گئے تھے۔ اس سلسلے کی دوسری کڑی یہ تھی کہ شاہ شجاع کے بعد اس کے بیٹوں نے ۱۶۶۲ء میں اس خواب کی تعبیر نکالنی چاہی مگر انھیں بھی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

ارکان کے مسلمان

ارکان کی تاریخ میں اسلام کا اثر زیادہ تھا۔ ان کی رہائش کے طرز و اطوار میں اسلامی معاشرت اور اسلامی ماحول ایک زمانے میں ارکان کے بدھسٹ بادشاہ اپنے بدھی نام کے ساتھ ساتھ اسلامی نام بھی رکھا کرتے تھے۔ مثلاً علی خاں، کلمہ شاہ، حسین شاہ وغیرہ ارکان کے چند بدھی بادشاہوں کے نام ہیں۔

ارکانی بادشاہوں کے سکوں میں ایک عرصۂ دراز تک ایک طرف کلمۂ طیبہ نقش رہا کرتا تھا کیونکہ ارکان کے مسلمان زیادہ تر فوجی لوگ تھے اور تیر اندازی، گولہ باری میں اپنی مثال آپ رکھتے تھے۔ چنانچہ ارکان کی فوج اور جنگی بیڑے میں کافی تعداد میں مسلمان بادشاہ کے دور میں موجود رہے۔ اپنی تیر اندازی کے باعث "کمان" کے نام سے موسوم ہونے لگے۔

پادری سنگر منیو جو کہ برما میں ۱۷۸۲ء تا ۱۸۰۷ء تک مقیم تھا، اپنی کتاب "برمی سلطنت" میں پیگو کا ذکر کرتے ہوئے اس کی تجارت کا تعلق عرب سے بھی بتاتا ہے اور رنگون کا ذکر کرتے ہوئے مسلمان تاجروں کا بھی ذکر کرتا ہے۔ پادری مالکم اپنے واقعات میں لکھتا ہے کہ:
"اس نے مسلمانوں کے جہاز میں سفر کیا۔ وہ مرگوئی گیا اور مرگوئی کی چار مساجد کا بھی ذکر کرتا ہے اور میڈو روایات کے مطابق ان میں سے اکثر برمی بادشاہوں کی تعمیر کی ہوئی ہیں۔
"رف پنسلنگس آف لے رف وائج ٹو رنگون" کا مصنف ۱۸۴۶ء رنگون کے نقشہ میں تین مساجد بتاتا ہے اور کر دفڈ رنگون کے بڑے بھیا کے راستہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ یہ سڑک ایک مسلمان سوداگر کی بنوائی ہوئی ہے۔ مسٹر ہال کی تحقیق کے مطابق شاہ بسنی کے وقت میں دو شاہی جہازوں کے نام اسلامی تھے۔ ایک کا نام الٰہی اور دوسرے کا نام سلامت تھا۔ ان کے ملاح و افسران بھی مسلمان تھے۔

انگریزوں کی آمد

جب سے یوروپین اقوام کی آمد برما میں شدت سے ہونے لگی ان کے مخالفین پیش پیش مسلمان تاجر ہی تھے۔ مسٹر سمین ۹۶-۱۷۹۵ء میں رنگون اور امراپورہ دونوں جگہوں میں ان کی مخالفت کا ذکر کرتے ہیں۔ پہلی اینگلو برمی لڑائی ۲۶-۱۸۲۴ء کے بعد یہ پروپیگنڈا اور شدید ہوگیا کہ شاہ افغانستان دوست محمد خاں کا ایک خاص ایلچی فتح محمد خاں انگریزوں کے خلاف دوستانہ معاہدہ کا پیام لے کر برما گیا تھا۔

کیپٹن میکلوئیڈر (۱۸۴۰ء) شاہ برما کے حکیم جناب آغا حسن کے خلاف بھی یہی الزام لگاتے ہیں کہ انھوں نے بادشاہ کے کان انگریزوں کے خلاف بھر دیے تھے۔

برما کے مشہور بادشاہ بوڈھو پھیا ۸۲-۱۷۸۱ء نے جو تاریخی خط وائسرائے ہند کے پاس بھیجا تھا وہ فارسی زبان میں لکھا گیا تھا اور بوڈھو پھیا کی طرف سے جو وفد ۱۸۰۷ء میں ہندوستان آیا اس میں برمی بدھسٹ کے علاوہ مسلمان بھی شامل تھے۔ برمیوں سے انگریزوں کی تین جنگیں ہوئیں۔ پہلی ۲۶-۱۸۲۴ء میں، دوسری ۱۸۵۲ء اور تیسری ۱۸۸۱ء میں اور ۱۸۸۵ء کے بعد برما میں انگریزوں کا مکمل قبضہ ہوگیا۔

برما میں انگریزوں کے مکمل قبضہ کے بعد مسلمان پھر قعر ذلت میں گر پڑے۔ ان کا تجارتی عروج جاتا رہا، انگریز انھیں مشکوک نظروں سے دیکھنے لگے۔ برمیوں کا وقار جا ہی چکا تھا مسلمانوں کے لیے بھی ایک دور ابتلا شروع ہوگیا۔ مسلمان انگریزی زبان سے ناواقف تھے اس لیے سرکاری ملازمت میں بھی نہ گھس سکے۔ تھوڑی بہت تجارت سورتیوں نے سنبھالی جس کا نمونہ سورتی بازار ہے۔

برما میں مسلمانوں کی تعداد آبادی کا چار فی صدی ہے۔ مسلمانوں کی اکثریت دیہاتوں میں آباد ہے اور صرف ۲۲٫۷ فی صدی مسلمان شہروں میں بستے ہیں جن کی پیدائش بھی برمی ہے اس کے باوجود من حیث القوم برمی مسلمانوں کا کوئی وجود سرکاری طور پر تسلیم نہیں۔ وہ آج بھی بڑی تعداد میں ہندوستان واپس بھیجے جا رہے ہیں اور ان کی جائدادیں برما کی فوجی حکومت نے ضبط کر لی ہیں۔